Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.79, 2010, pp 47 - 80

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، اپریل۔جون ۲۰۱۰ء، شمارہ ۷۹

برصغیر میں فقہی ادب کی تسہیل و تفہیم
ایک تاریخی و تحلیلی جائزہ

ڈاکٹر محمد عبداللہ☆

Abstract:

The Muslims developed many learning techbniques with Islamic jurisprudence in the Sub-Continent with the rise of their culture. Four Schools of Islamic jurisprudence remained intacted likewise the rest of the regions.Elaborations of original books were written in the Sub-Continent, but the Hanfi Fiqh was launched in the very beginning. Madrasas taught this Fiqh and commentaries were put in front during teaching. The scholars of the Sub-continent guided people keeping in view the past jurisprudence learning achievements. People were kept away from jurisprudence miner issues i.e. they could not understand it. This daily needed affairs were taught in local languages but mostly in Urdu. Unfortunately here emerged some books that indulged common people in differences, it took them towards extremism. Meanwhile Shah Wali Allah (1703-1762) emerged as a moderate thinker who created an atmosphere of a balanced view. Teaching and facilitating activities remained intacted in every regions keeping in view to make them easier. Differentiating necessary and common questions and quries aloof to prepare such a literature that should be easy and comprehendible not containing the complicated terms of Islamic laws. It should be kept picked up by Urdu readers. Such activities were launched in the beginning of 20th century, still continues. This paper is going to analyse the same historical and current literature. Hoping this paper will divert the scholars attention that what kind of the method should be opted.

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں نے اپنی تہذیب کے ساتھ ساتھ جن علوم وفنون کو درجہ کمال تک پہنچایا ہے، اس میں علم فقہ بھی ہے۔ آغاز ہی سے علم فقہ کی تدریس، مختلف پہلوؤں پر تصنیف و تالیف اور عوام کی رہنمائی کے لیے قضاء و افتاء کا سلسلہ جاری رہا۔ برصغیر میں فقہ حنفی کو مدون کرنے اور اس سے قانونی رہنمائی حاصل کرنے کی سب سے پہلی اور عمدہ کاوش فتاویٰ عالمگیری المعروف فتاویٰ ہندیہ ہے۔ جو اس خطہ میں لکھی جانے والی کتب فقہ وافتاء کا بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

علماء برصغیر نے ماضی کے فقہی سرمایہ کو مدنظر رکھ کر عوام الناس کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا انہیں فقہ اور اصول فقہ کی موشگافیوں سے عملاً دور رکھا۔ کیونکہ انہیں سمجھنا عوام الناس کے بس کی بات نہیں تھی۔ روزمرہ اور ضروری امور سے متعلق یہ رہنمائی مقامی زبانوں کے علاوہ عوامی زبان اردو میں زیادہ رہی۔ بدقسمتی سے بعض کتب فقہ اور فتاویٰ سے مسلکی رجحان اور انتہا پسندی نے بھی زور پکڑا، جس سے عوام الناس کے درمیان بھی اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی چلی گئی۔ تاہم ایسے علماء و مجتہدین نے اس خطہ میں جنم لیا جنہوں نے اس خلیج کو پاٹنے کی شعوری کوشش کی بالخصوص شاہ ولی اللہ دھلوی (م۱۷۶۲ء) نے الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف، میں توسع واعتدال پیدا کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ ان مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے۔ اور ان چاروں کو بالکل نظر انداز کردینے میں بڑا مفسدہ ہے۔''(۱)

دوسری طرف آپ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تالیف مالا بدمنہ کے ذریعے تفہیم فقہ کی قابل قدر کوشش کی۔ فقہی ادب کی تسہیل و تفہیم کی کاوشیں بلاشبہ ہر خطے اور ہر دور میں نظر آتی ہیں۔ جس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ اختلافی مسائل کا دائرہ وسیع نہ ہو اور نہ اختلافات کی شدت عوام میں منتقل ہو، عمومی اور ضروری مسائل کو اختلافی حدود سے الگ تھلگ رکھتے ہوئے عقائد، عبادات، معاشرت ومعاملات پر عام فہم اور آسان اسلوب میں ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جو فقہ کی مروجہ مشکل اصطلاحات اور دقیق وپیچیدہ حاشیہ آرائیوں سے بالاتر ہو۔ چنانچہ برصغیر پاک وہند میں اردو زبان میں ایسی بہت سی کوششیں نظر آتی ہیں اور تاحال بھی جاری ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فقہ کے تسہیلی ادب کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے عصری

ضروریات کو دیکھا جائے۔اور ان کی روشنی میں کچھ تجاویز دی جائیں۔ زیرنظر مقالہ میں ذیلی عنوانات کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہوگی:

۱۔ برصغیر میں فقہی ادب کی تسہیل کا تاریخی جائزہ

۲۔ عصر حاضر میں فقہی ادب کی تسہیل کا منہج

۳۔ فقہی ادب کی تسہیل میں پیش نظر امور

۴۔ تجاویز وسفارشات

۱۔ برصغیر میں فقہی ادب کی تسہیل کا تاریخی جائزہ:

ذیل میں فقہ کی تسہیل و تفہیم کا تجزیہ کیا جاتا ہے جو قدامت کے لحاظ سے بیسویں صدی کے اوائل میں تحریر ہوئی اور زیادہ تر متحدہ ہندوستان سے شائع ہوئیں۔

۱.۱ بہشتی زیور مکمل و مدلل از مولانا اشرف علی تھانوی:

مولانا اشرف علی تھانوی (م:۱۹۴۳ء) برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین، مفسر اور مصلح ہیں۔ جنہوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعے بالعموم اور سلوک و تصوف کے ذریعے بالخصوص اس خطہ کے مسلمانوں کی اصلاح کی جن کو بجا طور پر حکیم الامت، کے لقب سے نوازا گیا۔ یوں تو مولانا کی بیسیوں کتب و رسائل ہیں لیکن بہشتی زیور اس لحاظ سے منفرد کتاب ہے کہ جس میں زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں دینی حوالے سے راہنمائی نہ دی گئی ہو۔ اس کا خطاب خاتون خانہ سے ہے کیونکہ معاشرتی زندگی کی یہی وہ بنیادی اکائی ہے جس پر صالح معاشرے کی تعمیر استوار ہوتی ہے۔ کتاب کے نام کی بابت لکھتے ہیں:

> ''......نام اس کا بہ مناسبت مذاق نسواں، بہشتی زیور رکھا گیا کیونکہ اصل زیور یہی کمالاتِ دین ہیں چنانچہ جنت میں ان ہی کی بدولت زیور پہننے کو ملے گا کما قال اللہ تعالی یحلون فیھا من اساور الآیۃ''(۲)

بہشتی زیور میں طبقہ نسواں کو ہی کیوں موضوع بنایا گیا ہے اس بارے میں رقم طراز ہیں:

> ''ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی دیکھ دیکھ کر قلب دکھتا تھا اور اس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف ان

کے دین تک محدود نہیں تھی بلکہ دین سے گزر کر ان کی دنیا تک پہنچ گئی تھی اور ان کی ذات سے گزر کر ان کے بچوں بلکہ بہت سے آثار سے ان کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اس کے اندازہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر چند سے اور اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہو جائے اس لیے علاج کی فکر زیادہ ہوئی۔" (۳)

اردو زبان میں طبقہ نسواں کے لیے کتاب کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔لکھتے ہیں:

"مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین کو اردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جائے۔ اس ضرورت سے موجودہ اردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کے لیے کافی نہیں پائی گئیں۔ بعض کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں بعض کتابیں جو معتبر تھیں ان کی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو پھر اس میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ نہیں بعض کتابیں عورتوں کے لیے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں اس لیے تجویز کی ایک کتاب خاص ان کے لیے ایسی بنائی جائے جس کی عبارت بہت ہی سلیس ہو، جمیع ضروریات دین کو حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے لیے مخصوص ہیں ان کو اس میں نہ لیا جائے اور وہ ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اس کا پڑھ لینا ضروریاتِ دین ،روز مرہ اور کتابوں سے مستغنی کر دے......آخر ۱۳۲۰ھ) میں خدا کا نام لے کر شروع کر دیا۔" (۴)

بہشتی زیور کا اُسلوب

بہشتی زیور کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے مندرجہ خصوصیات سامنے آتی ہیں:

ا۔ وسعت وتنوع مضامین:

مولانا نے بہشتی زیور کے ۱۱ حصوں میں انسانی زندگی میں پیش آنے والے تقریباً تمام مضامین و مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ عقائد و عبادات سے لے کر معاشرت و معاملات تک ، یہاں

تک کہ آخری دو حصوں میں صحت اور امراض سے متعلق اہم امور اور علاج تک تجویز کیے ہیں ۔ ہر حصہ الگ الگ مرتب کیا گیا ہے جس میں سو کے لگ بھگ صفحات ہیں تا کہ قارئین کو پڑھنے میں سہولت رہے۔ چونکہ حصے لکھے جاتے رہے اور شائع ہوتے رہے اسی وجہ سے مضامین میں تنوع ہے اور تکرار بھی۔ ہر حصے کے آخر میں ضمیمہ بھی ہے جو بالعموم مولانا تھانوی کے حکم پر کسی اور نے لکھا ہے آخری دو جلدیں تو مولانا کے حکم پر کسی اور نے لکھی ہیں۔

۲۔ تسہیل عبارت:

مولانا نے بہشتی زیور کی تالیف میں تسہیل عبارت کو پیش نظر رکھا ہے۔ متن عبارت میں ما سوائے ایک آدھ جگہ کے کوئی حوالہ نہیں ہے۔ اختلافی مسائل سے گریز کیا ہے۔ ہاں اگر ضرورت پڑی ہے تو حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ جملے چھوٹے چھوٹے اور عام فہم ہیں ایک معمولی سا خواندہ شخص بھی عبارت کو پڑھ اور سمجھ سکتا ہے۔

۳۔ مدلل انداز:

مولانا نے احکام و مسائل کے بیان کرنے میں مدلل انداز اختیار کیا ہے محض سنی سنائی باتیں تحریر نہیں کیں۔ اگر ایک جملے میں کسی مسئلے کا ذکر ہے تو حاشیہ میں اس کی دلیل قرآن و حدیث یا فقہ کی عربی عبارت سے جلد و صفحہ کے استقصاء کے ساتھ درج کی ہے۔

۴۔ حنفی فقہ کا لحاظ:

برصغیر پاک و ہند میں چونکہ حنفی المسلک آباد ہیں اس وجہ سے مولانا نے فقہ میں حنفی تعبیرات کو ہی اختیار کیا ہے اور وہ تمام مآخذ مثلاً شامی، عالمگیری، کنز الدقائق، نور الایضاح، ہدایہ، فتح القدیر وغیرہ کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔ بہت کم مسائل ایسے ہیں جہاں دیگر فقہی تعبیرات کو اختیار کیا ہو۔

۵۔ بعض مسائل کی تدریس کا طریقہ:

مولانا کے پیش نظر طبقہ نسواں کی اصلاح ہے۔ اس لیے بعض ایسے مسائل جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں اور پڑھانے والا مرد ہو کا طریقہ بھی بتایا ہے مثلاً پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں ان

مسائل کو دیکھ لینا اگر پڑھنے والا لڑکا کم عمر ہو اس کو بھی نہ پڑھائیں بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔'(۵)

۶۔ عمومی اُسلوب:

اگرچہ فاضل مصنف نے طبقہ نسواں کو بہشتی زیور میں پیش نظر رکھا ہے تاہم ایسا بھی نہیں ہے کہ مردوں سے متعلق مسائل بالکل نہ ہوں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کتاب عورتوں، بچوں اور مردوں سب کے لیے یکساں مفید ہے۔

مولانا تھانویؒ ایک عنوان قائم کرتے ہیں اس کے تحت مسائل لاتے ہیں ہر مسئلہ پر ترتیب وار نمبر دیے ہیں۔ ہر مسئلہ میں حوالہ نمبر بھی دیتے ہیں۔ حاشیہ میں وہی نمبر دے کر کتب فقہ سے عبارت نقل کرتے ہیں۔ جلد وصفحہ کا نمبر بھی دیتے ہیں۔

بہشتی زیور میں ضروریاتِ زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے اور ہر مسئلہ کو مبتدیانہ انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ہر حصے کے آخر میں ایک ضمیمہ شامل کیا گیا ہے جس میں اسی حصہ سے متعلق بعض فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ ضمیمہ جات بعد میں الگ سے شامل کیے گئے۔ مولانا نے ان پر نظر ثانی حبیب احمد کیرانوی سے کرائی۔ آخری دو جلدیں جو صحت اور امراض سے متعلق وہ بھی حکیم محمد مصطفیٰ سے لکھوائی ہیں۔

بہشتی زیور کی مقبولیت:

برصغیر پاک و ہند میں اردو فقہی ادب میں بہشتی زیور کو غیر معمولی قبولیت حاصل رہی۔ تقریباً ہر مسلمان گھرانے میں بہشتی زیور کا موجود رہنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ ماضی قریب میں شادی بیاہ کے موقع پر قرآن حکیم کے ساتھ بہشتی زیور، کا ساتھ دینا ضروری سمجھا جاتا تھا اور اس کا گھر میں اجتماعی صورت میں مطالعہ کیا جاتا تھا۔ آج تک بغیر کسی تعطل کے اس کے ایڈیشن طبع ہو رہے ہیں۔ بعد کے دور میں جنھوں نے بھی فقہ کے تسہیلی ادب پر قلم اٹھایا وہ بہشتی زیور سے بے نیاز نہیں ہو سکا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ گھریلو انسائیکلوپیڈیا ہے تاہم آج کے دور میں اس سے استفادہ مشکل ہوتا جا رہا ہے ایک تو زبان آج کے لحاظ سے پرانی ہوگئی ہے بعض الفاظ متروک ہو گئے ہیں۔ دوسرے ضمیمہ جات اور حاشیہ در حاشیہ میں استفادہ مشکل ہو گیا ہے۔

طباعت کے اعتبار سے بھی جدت کا تقاضا ہے کچھ اب زبان و بیان اور تسہیل کے اعتبار سے بہتر کتابیں منظر عام پر آ گئی ہیں۔(۶)

۱.۲ بہار شریعت از محمد امجد علی، اعظمی رضوی

مذکورہ کتاب دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ۔ پہلی جلد میں نو حصے جبکہ دوسری جلد میں آٹھ حصے ہیں۔ فاضل مصنف مولانا حکیم ابو العلی محمد امجد علی اعظمی رضوی دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں صدر مدرس رہے۔ مصنف کتاب کی غرض و غایت کی بابت رقمطراز ہیں:

> "......اردو میں کوئی ایسی کتاب کہ سلیس، عام فہم قابل اعتماد ہو، اب تک شائع نہ ہوئی بعض میں تھوڑے مسائل کہ روز مرہ کی ضروری باتیں بھی ان میں کافی طور پر نہیں اور بعض میں اغلاط کی کثرت، لا جرم ایک ایسی کتاب کی بے حد ضرورت ہے کہ کم پڑھے اس سے فائدہ اٹھائیں لہذا فقیر بہ نظر خیر خواہی مسلمانان بقتضائے الدین النصح لکل مسلم، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس امر اہم و اعظم کی طرف متوجہ ہوا۔ (۷)

فاضل مصنف نے کتاب میں جن امور کا اہتمام کیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس کتاب میں حتی الوسع یہ کوشش ہو گی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

۲۔ اس کتاب میں مسائل کی دلیلیں نہ لکھی جائیں گی اول تو دلیلوں کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں دوسرے دلیلوں کی وجہ سے اکثر ایسی الجھن پڑ جاتی ہے کہ نفس مسئلہ سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ لہذا ہر مسئلے میں خالص متقح حکم بیان کر دیا جائے گا اور اگر کسی صاحب کو دلائل کا شوق ہو تو فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں۔

۳۔ اس کتاب میں حتی الوسع اختلافات کا بیان نہ ہو گا کہ عوام کے سامنے جب دو مختلف باتیں پیش ہوں تو ذہن متحیر ہو گا کہ عمل کس پر کریں اور بہت خواہش کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جس میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں اسے اختیار کر لیتے ہیں یہ سمجھ کر نہیں کہ یہی حق ہے بلکہ یہ خیال کر کے اس میں اپنا مطلب حاصل ہوتا ہے۔

اسلوب بیان:

مصنف کا اُسلوب بیانِ عبارت یہ ہے کہ عنوان قائم کر کے قرآن پاک کی ایک یا چند آیات مع ترجمہ کے اس اہمیت اور فرضیت میں لائے ہیں پھر احادیث کا عنوان دے کر متعلقہ احادیث ترتیب وار مذکورہ کی تائید وفضیلت میں لاتے ہیں۔ پھر مسائلِ فقہیہ کا عنوان قائم کر کے متعلقہ مسائل لاتے ہیں۔ حواشی پوری کتاب میں بہت ہی کم ہیں کتب فقہ کے حوالے بغیر جلد وصفحہ کی تخصیص کے متن ہی میں درج کر دیے ہیں۔

زیادہ تر جن کتب فقہ سے مصنف نے استفادہ کیا ہے ان میں درمختار، عالم گیری، فتاویٰ رضویہ، رد المختار، صغیری، شامل ہیں۔ تاہم عربی کی بھاری بھرکم عبارات کی بجائے ترجمہ یا مفہوم پر اکتفا کیا گیا ہے۔

اگرچہ مصنف نے تمہید میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ کتاب مذکورہ میں عام فہم اور سلیس انداز میں مسائل بیان کیے جائیں گے تاہم اثنائے کتب میں دقیق اور پیچیدہ مسائل بھی سامنے آتے ہیں جس سے ایک عام قاری کا کتاب سے استفادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جلد ششم میں طلاق کے ذیل میں کنایہ کا بیان، تعلیق کا بیان، استثناء کا بیان وغیرہ۔(۸)

بہارِ شریعت کی تالیف کا مقصد محض مسلمانان برصغیر کی فقہی رہنمائی ہے یا کسی کتاب کا ردعمل اس کا ایک ہلکا سا اشارہ مولانا احمد رضا خان کی تقریظ میں ملتا ہے جو کتاب میں شامل ہے۔

> ''یہ مبارک رسالہ بہار شریعت (حصہ سوم) تصنیف لطیف ابو العلی مولوی حکیم محمد امجد علی قادری مطالعہ کیا۔ الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل گمراہی و اغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں۔ مولی عزوجل مصنف کی عمر وعلم وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے حصص کا شافی و وافی و صافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور اہل سنت میں شائع و معمول اور دنیا و آخرت میں نافع ومقبول بنائے۔(۹)

پھر کتاب کی ترتیب میں تقلیدی پہلو نظر آتا ہے مثلاً بہارِ شریعت بھی دو جلدوں میں منقسم ہے بہشتی زیور میں اگر ۱۱ حصے ہیں تو اس میں ۱۷ حصے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں بھی ۱ حصہ تقریباً ۱۵۰ سے ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر اکا دکا ایسے مسائل بھی کتاب میں نظر پڑتے ہیں

جو بعد میں بہت نمایاں ہوئے اور برصغیر میں اہل سنت والجماعت (بریلوی مسلک) کی شناخت بنے مثلاً (وہابی) یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا اس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت سے شدید فتنے پھیلائے علماء کو قتل کیا، صحابہ کرامؓ و آئمہ علماء کی قبریں کھود ڈالیں۔ اس نے ایک کتاب ''کتاب التوحید'' کے نام سے لکھی ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے اس کا ترجمہ کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اس نے وہابیت پھیلائی۔ (۱۰)

ولایت کے بیان میں اولیاء کی بابت لکھا ہے:

> ''مسئلہ ان سے استمداد و استعانت محبوب ہے، ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعث برکت ہے۔ ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔'' (۱۱)

۱.۳ الحقوق والفرائض از ڈپٹی نذیر احمد:

متحدہ ہندوستان میں شمس العلماء مولوی ڈپٹی نذیر احمد (م۱۳۲۰ھ) کا شمار سماجی مصلحین میں ہوتا ہے۔ آپ اردو زبان کے معروف ادیب بھی ہیں۔ آپ نے عوامی مسائل کو عوامی زبان کے ذریعے بیان کیے۔ تاہم مذکورہ کتاب ایک دستور العمل کے انداز میں مرتب کی گئی ہے چنانچہ کتاب کی تمہید میں لکھتے ہیں:

> ''اس کتاب کا نام تو فرائض انسانی ہے مگر فرض سمجھ کر دیکھو تو اور حقوق سمجھ کر دیکھو تو بات ایک ہی ہے۔ غرض زندگی کا دستور العمل ہے۔ جامع کہ جیسے جیسے معاملات آدمی کو دنیا میں پیش آتے ہیں سب کے بارے میں حکم و ہدایت اس دستور العمل میں موجود ہے چاہیے کہ ہر مسلمان جو اسلام کا دم بھرتا ہے اور اُردو پڑھ سمجھ سکتا ہے اسی دستور العمل کا ایک نسخہ اس کے پاس ہو۔'' (۱۲)

کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات کے ساتھ مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ اعمال قلبی ۲۔ اعمال انسانی

۳۔ اعمال بدنی ۴۔ اعمال مالی

مذکورہ چاروں حصوں میں سے اعمال بدنی کا تعلق براہ راست فقہی ادب سے ہے

جسے ڈپٹی نذیر احمد نے نقشوں کی مدد سے واضح کیا ہے۔ مثلاً نقشہ نجاست حقیقی داخلی، نقشہ نجاست حقیقی خارجی، نقشہ نجاست حکمی داخلی، نقشہ نجاست حکمی خارجی، نقشہ مکروہات وفصل، نقشہ مکروہاتِ خارجی وغیرہ (۱۳)

کتاب میں مباحث کا اُسلوب یہ ہے کہ عنوان کو قائم کر کے، متعلقہ آیات مع ترجمہ کے، اگر متعلقہ حدیث ہو تو وہ بھی ترجمہ کے ساتھ پھر من المترجم کا عنوان قائم کر کے متعلقہ مسائل کی آسان انداز میں توضیح کی ہے۔ مسائل زیادہ تر احادیث سے اخذ کیے گئے۔ کتاب کی زبان قدیم ہے اگرچہ اسلامک پبلی کیشنز نے اس کی تسہیل کرنے کی کوشش کی ہے مگر اب بھی اس کتاب سے استفادہ دشوار ہے اس لیے کہ بہتر کتابیں بہتر اُسلوب کے ساتھ دستیاب ہیں تاہم اس دور کے لیے اسلامی تعلیمات کا جامع مختصر اور مستند ذخیرہ تھا۔

۱.۴ تعلیم الاسلام از مفتی کفایت اللہ دھلوی:

مفتی کفایت اللہ دھلوی (م۱۳۷۲ھ) مدرسہ امینیہ دھلی میں صدر مدرس رہے۔ مذکورہ کتاب چار حصوں میں منقسم ہے۔ بنیادی طور پر یہ رسالے 'مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم' کے لیے تیار کیے گئے ہیں تاہم عوام الناس بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتاب میں سوال و جواب کا انداز اپنایا گیا ہے۔ سوال کا انداز آسان سے مشکل کی طرف اور نامعلوم سے معلوم کی طرف ہے۔ بالعموم سوالات واضح اور مختصر ہیں اسی طرح جوابات بھی مختصر ہیں۔ مثلاً سوال، مسح کرنے کے کیا معنی ہیں؟ جواب، ہاتھ کو پانی سے بھگو کر کسی عضو پر پھیرنے کو مسح کہتے ہیں۔ (۱۴)

کتاب کا اُسلوب سادہ، عام فہم اور زبان سہل اور سلیس ہے، بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کتاب میں حنفی فقہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے تاہم پوری کتاب میں کسی بھی فقہ کی کتاب یا فقہی رائے کا اظہار نہیں کیا گیا۔ کتاب کا ہر حصہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا شعبہ تعلیم الایمان یا اسلامی عقائد کا دوسرا شعبہ تعلیم الارکان یا اسلامی اعمال کا ہے۔ کتاب کی ان خصوصیات کی بنا پر درس نظامی کے ابتدائی درجوں میں کتاب شاملِ نصاب ہے۔

۱.۵ علم الفقہ چھے حصے کامل اردو از مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی

کتاب کے سرورق پر کتاب کا تعارف یوں کرایا گیا ہے:

''علم الفقہ اردو زبان میں مکمل فقہ اسلامی کی ایک بہترین کتاب ہے جس میں وہ تمام اسلامی احکام و مسائل کہ جن کی ہر مسلمان کو دن رات ضرورت پیش آتی ہے درج ہیں۔ اس کتاب میں عربی کی ضخیم اور مستند کتابوں کے تمام مضامین سہل اور آسان اُردو میں منتقل کر دیے گئے ہیں تا کہ ہر مسلمان خود مسائل دیکھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکے۔ اس لیے ہر مسلمان گھرانے میں اس کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔''(۱۵)

مصنفؒ نے کتاب میں جن امور کا لحاظ رکھا ہے اس کی صراحت یوں کرتے ہیں:

۱۔ ہر شے کے متعلق جس قدر احکام ہیں وہ سب ایک جگہ جمع کر دیے جاویں تا کہ ہر شخص کو مسئلہ نکالنے میں آسانی ہو۔

۲۔ ہر مسئلہ میں وہی قول لکھا جائے گا جس پر فتویٰ ہے مختلف اقوال اور روایات کا ذکر نہ کیا جائے گا تا کہ دیکھنے والے کے ذہن کو انتشار نہ ہو۔

۳۔ وہ بہت سے مسائل جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں حالانکہ ان کے نہیں یا بعض کمزور مسائل کو مفتی بہ لکھ دیا گیا ہے اس کی بھی تحقیق کی جائے گی۔

۴۔ بعض مسائل کی بلحاظ ضرورت دلیل بھی بیان کی جائے گی۔

۵۔ زمانہ کے بدلنے سے جو احکام بدل گئے ہیں اور تجارت کے لیے اسباب مثل ریل، تار، ڈاک کی ٹکٹ، اشٹامپ نوٹ وغیرہ کے احکام کا بھی بیان ہو گا۔

۶۔ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے کہ جس کا حکم کتب فقہ میں نہیں یا سخت اختلاف کی وجہ سے ایک یا دو شخص فیصلہ نہ کر سکیں تو علمائے عرب و عجم سے مشورہ کر کے محقق قول لکھ دیا جائے گا۔

۷۔ جن کتب معتبرہ سے مسائل نقل کیے جائیں گے ان کے نام بحوالہ صفحہ وسطر یا فصل و باب لکھ دیے جائیں گے تا کہ اگر کسی کو اصل کا دیکھنا منظور ہو تو اس کو دقت نہ ہو ہاں جن مسائل میں اتفاق ہے یا یقین ہے ان کا حوالہ نہ دیا جائے گا۔

۸۔ اردو عام فہم ہو گی لغت اور اصطلاح کی بھرت نہ ہو گی تا کہ عام لوگ بھی سمجھ لیں۔

میں خداوند تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے پوری امید رکھتا ہوں کہ میری اس کتاب سے عام اہل اسلام کو نفع ہو گا علم والوں کو بھی اور بے علموں کو بھی ،عورتوں کو بھی ،مردوں کو بھی اس لیے اس کی عبارت اس قدر آسان ہے جس کا سمجھنا کسی جاہل کو مشکل نہیں۔ (۱۶)

مذکورہ کتاب ایک ہی جلد میں چھ حصوں میں منقسم ہے حصوں میں مضامین کی تقسیم کچھ یوں ہے:

حصہ اول: مسائل طہارت	حصہ دوم: مسائل نماز
حصہ سوم: مسائل رمضان	حصہ چہارم: مسائل زکوٰۃ وصدقات
حصہ پنجم: مسائل حج	حصہ ششم: مسائل معاشرت

مفتی محمد شفیعؒ نے کتاب کی تقریظ میں لکھا ہے:

''مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کی تصنیف ،لطیف علم الفقہ اردو زبان میں مکمل فقہ اسلامی کی بہترین کتاب ہے اس کے مستند اور معتبر ہونے کے لیے تو خود حضرت مصنف کا اسم گرامی کا نام ضمانت ہے جو اپنے علم وفضل اور خدمات کی بنا پر محتاجِ تعارف نہیں۔ کتاب کی ترتیب سہل اور عام لوگوں کے فائدہ کے لیے عبارت آسان کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ عام اردو خواں حضرات بآسانی اس سے فائدہ اُٹھاسکیں۔ (۱۷)

کتاب کا بغور مطالعہ کرنے سے مندرجہ ذیل پہلو سامنے آتے ہیں:

۱۔ کتاب میں بڑی حد تک جامعیت ہے۔مسائل کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

۲۔ اہم اصطلاحات کی تصریح کر دی گئی ہے جیسے حج کے ضمن میں اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح

۳۔ بعض مقامات پر اصول وکلیات بھی مثالوں کے ساتھ بیان کیے گئے جس سے تفہیم مسائل میں آسانی ہوتی ہے۔

۴۔ ہر حصے کے آغاز میں قرآنِ حکیم کی آیات اور احادیث مبارکہ عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ دی گئی ہیں ان کا نام کہیں تو چہل آیات، چہل احادیث یا چہل آثار (اگر کسی صحابی کے ہیں) کا نام دیا گیا ہے۔

۵۔ حواشی مختصر اور ضروری مسائل پر ہی ہیں۔ کتب حوالہ اختصار کے ساتھ متن میں ہی دے دی گئی ہیں۔

۶۔ کتاب میں جن مآخذ سے استدلال کیا گیا ہے ان میں صحاح ستہ کے علاوہ الدرالمختار، البحر الرائق، شامی، فتح القدیر، احیاء العلوم، الاشباہ والنظائر، فتح القدیر، طحطاوی،

کنز العمال اور مراقی الفلاح شامل ہیں۔

۷۔ مرکزی اور ذیلی عنوانات کے تحت مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

مذکورہ کتاب فقہ حنفی کے رجحان کی حامل ہے۔ ابتداً یہ کتاب ہندوستان سے چھپی۔ رضی عثمانی نے مولانا مفتی محمد شفیع کے مشورے سے پاکستان میں چھپوانے کا اہتمام فرمایا۔ کتاب اپنے اُسلوب کے اعتبار سے عام فہم اور زبان سلیس ہے خاص طور پر ترتیب کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔ البتہ بعض مقامات پر غیر معروف کتابوں کے حوالے سے بھی مسائل بیان کیے گئے ہیں تاہم آج کے دور کے مطابق بہتر استفادہ کے لیے کتاب کی طباعت کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

۱۔۶ فقہ السنۃ از محمد عاصم الحداد:

مذکورہ کتاب ایک ہی جلد میں دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الجنائز جبکہ حصہ دوم میں کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصیام اور کتاب الحج والعمرۃ شامل ہیں۔

مصنف کتاب کی تالیف کی غرض و غایت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

''ایک عرصہ سے دل میں یہ تمنا تھی کہ قرآن و حدیث کے ان احکام کا مطالعہ کیا جائے جن کا تعلق انسان کے عقائد سے زیادہ اعمال سے ہے۔ اور جن کے مجموعہ کو اصطلاح میں فقہی احکام کہا جاتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ ہر مسئلہ میں صحابہؓ اور آئمہ سلف کا مسلک اور اس کی دلیل معلوم کی جائے۔ بارہا حدیث کی شرحوں کا الگ الگ مطالعہ کیا لیکن ذوق کو تسکین نہ ہوئی۔ بالآخر آج (۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء) سے تقریباً تین سال پیشتر جب ادارۂ چراغِ راہ نے مجھ سے اپنے اس ارادہ کا تذکرہ کیا کہ وہ فقہ کی ایک مختصر کتاب مرتب کرا کے شائع کرانا چاہتے ہیں تو میں نے اسے اپنی دلی تمنا کو بروئے کار لانے کا ایک موقع تصور کیا اور ذہنی نقشے کے مطابق کام شروع کر دیا چنانچہ آج اپنی زیر ترتیب کتاب فقہ السنہ کا پہلا حصہ ملک کے اردو دان طبقہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔''(۱۸)

کتاب کی ترتیب و اُسلوب:

فاضل مصنف نے مذکورہ کتاب کی ترتیب میں جن پہلوؤں کا لحاظ رکھا ہے اس کو ان

نکات کے تحت واضح کیا ہے:

۱۔ متن میں وہ مسائل دیے گئے ہیں جن پر حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور جمہور اہل حدیث کا اتفاق ہے۔ یا پھر کم از کم ان مذاہب خمسہ کی اکثریت کا ان پر اتفاق ہے۔

۲۔ جن مسائل میں حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور اہل حدیث علماء کا مسلک الگ الگ ہے ان کا ذکر متن میں نوٹ دے کر حاشیہ میں کیا گیا ہے۔

۳۔ جن مسائل کے متعلق مذکورہ بالا پانچ مذاہب میں سے کسی کے نزدیک کوئی ایسی تفصیل ہے تو اس کا ذکر فائدہ کے عنوان کے تحت متن ہی میں ذکر کر دیا گیا ہے اور بعض مواقع پر اس کا ذکر حاشیہ میں کیا گیا ہے۔

۴۔ ہر مسئلہ میں ہر مسلک کے متعلق یہ کوشش کی گئی ہے کہ نہ صرف یہ قرآن و حدیث سے اس کی بنیاد کا ذکر کیا جائے بلکہ یہ بھی بتایا جائے کہ اگر دوسرے مسلک والوں کی بنیاد کس دوسری آیت یا حدیث پر ہے تو یہ اختلاف کیوں ہے۔

۵۔ جن مسائل کی بنیاد براہ راست کسی نص پر نہیں بلکہ اجتہاد پر ہے۔ ان مسائل کا ذکر بھی متن میں نوٹ دے کر حاشیہ میں کیا گیا ہے۔ (۱۹)

فاضل مصنف نے تمام مسالک کے دلائل نقل کرنے کا جواب یوں دیا ہے:

> ''ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ لوگوں کو ان کے موجودہ مسلکوں سے ہٹا کر انہیں کسی خاص مسلک کی طرف دعوت دی جائے بلکہ اس سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے والے خواہ وہ کسی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہوں جہاں اپنا مسلک اور اس کا ماخذ معلوم کریں وہاں انہیں دوسرے مسالک اور ان کے مآخذ کا بھی علم ہوتا کہ اس طرح دلوں میں فراخی اور رواداری پیدا ہو۔ (۲۰)

اگرچہ فقہ السنہ کے نام سے سید سابق کی کتاب بھی عربی میں موجود ہے۔ مگر فاضل مصنف نے اس امر کی تردید کی ہے کہ یہ اس کا ترجمہ ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''کتاب کے نام سے بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا ہے کہ یہ مصر کے مشہور عالم دین سید سابق کی کتاب 'فقہ السنہ' کا اردو ترجمہ ہے حالانکہ نام کی یکسانیت کے باوجود دونوں کے موضوع میں فرق ہے۔'' (۲۱)

کتاب کے بارے میں ایک عمومی تاثر قارئین کو یہ بھی دیا ہے:

''اس کتاب کے شائع کرتے وقت ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ کتاب کوئی فتویٰ کی کتاب نہیں ہے اور نہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس میں ہر مسلک کے تمام دلائل اور جزئیات کو پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اس قسم کی مختصر کتاب میں تمام دلائل اور جزئیات کا پوری تفصیل سے ہونا کسی طرح ممکن نہ تھا...... اس کتاب کے پڑھنے والوں سے ہماری یہ بھی گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو مختلف مسالک کے درمیان محاکمہ کا ذریعہ نہ بنائیں۔'' (۲۲)

فاضل مصنف نے مسائل کو بیان کرنے کا طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ پہلے عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس کا حکم بتاتے ہیں۔ جو بالعموم احادیث سے ماخوذ ہوتا ہے۔ کتب حدیث اور بعض کتب فقہ کے حوالے متن ہی میں درج کر دیتے ہیں۔ قدرے تفصیل حاشیہ میں دیتے ہیں جلد و صفحہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ زیادہ تر تفصیلات نیل الاوطار، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، الفتح الربانی سے ہی ماخوذ ہیں۔ جدید مسائل سے زیادہ اعتناء نہیں کرتے کسی خاص فقہ کو ترجیح بھی نہیں دیتے۔ البتہ کہیں کہیں حواشی میں تفصیلات زیادہ ہیں جس کی عوام الناس کو چنداں ضرورت نہ ہے تاہم مجموعی لحاظ سے فقہی احکام کا عمدہ مجموعہ ہے۔

۱.۷ آسان فقہ از مولانا محمد یوسف اصلاحی:

اگرچہ فاضل منصف نے آسان فقہ کی تین جلدیں (حصے) پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ مگر دو ہی جلدیں منصۂ شہود پر آ سکیں۔ تیسری جلد جو معاشرت و معاملات پر مشتمل ہونا تھی منظر عام پر نہ آ سکی تاہم مطبوعہ جلدوں میں پہلی جلد یا حصہ کتاب العقائد، کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے جبکہ دوسری جلد زکوٰۃ، صوم اور حج کے احکام پر مشتمل ہے۔ (۲۳) مصنف نے کتاب کی ضرورت پر یوں روشنی ڈالی ہے:

''عرصے سے ایک ایسے مختصر فقہی مجموعے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو عام فہم اُسلوب، آسان زبان اور جدید تصنیفی انداز میں ترتیب دیا گیا ہو تا کہ آسانی کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے سے متعلق وہ شرعی احکام و مسائل معلوم کیے جا سکیں جن کی عملی زندگی میں عام طور پر مسلمان کو ضرورت پڑتی ہے۔'' (۲۴)

کتاب کے عمومی اُسلوب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''برصغیر میں اگرچہ ہر مسلک کے پیرو موجود ہیں لیکن ان کی عظیم اکثریت حنفی مسلک ماننے والوں کی ہے۔ آسان فقہ خاص طور پر انہی کے لیے مرتب کی گئی ہے اس میں اختلافات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف وہی متفقہ عملی مسائل بیان کیے گئے ہیں جن پر احناف کا عمل ہے اور جو عام طور پر پیش آتے ہیں تاکہ عام مسلمان ذہنی خلفشار سے محفوظ رہتے ہوئے یکسوئی اور اطمینان کے ساتھ اپنے مسلک کے مطابق عمل کر سکیں۔'' (۲۵)

فاضل مصنف نے کتاب کے تعارف میں علم فقہ کی مشکلات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہر عالم اس موضوع پر نہ قلم اُٹھا سکتا ہے اور نہ ہی مجتہدانہ گفتگو کر سکتا ہے اور زیر نظر کاوش بھی کوئی تحقیقی اور مجتہدانہ نہیں ہے بلکہ عوام الناس کی ہدایت و رہنمائی کی ایک کاوش ہے۔ امت میں ایسے گروہ کا وجود ناگزیر ہے جو مسلمانوں کی فقہ کے میدان میں راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

بالعموم فقہ کی کتابوں کا آغاز کتاب الطہارۃ سے کیا جاتا ہے لیکن مولانا یوسف اصلاحی نے کتاب العقائد کو پہلے رکھا ہے اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ''مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی عقائد و افکار سے پوری طرح واقف ہو تاکہ ان پر شعوری ایمان لا کر اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے کے لیے ان کو بنیاد بنائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ غیر اسلامی عقائد و خیالات سے بخوبی واقف ہو جو ایمان و اسلام کے خلاف ہیں۔ (۲۶)

کتاب کا عمومی اُسلوب و خصوصیات:

کتاب کا بغور جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل پہلو سامنے آتے ہیں:

۱۔ مصنف نے مشکل فقہی اصطلاحات کی تشریح و توضیح کے لیے کتاب کے آغاز ہی میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے ان کی فہرست مرتب کر دی ہے تاکہ ان کو یکجا دیکھا اور سمجھا جا سکے اور ہر مقام پر ان اصطلاحات کی تشریح کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

۲۔ مصنف بالعموم کسی بھی موضوع پر لکھنے سے پہلے اس کی اہمیت قرآن و حدیث سے واضح کرتے ہیں تاکہ اس کی اہمیت قاری کے دل میں خوب بیٹھ جائے۔

۳۔ بعدازاں ایک عنوان قائم کر کے بڑے دل نشین، عام فہم انداز میں نکات وار اس کی

تشریح و توضیح کرتے ہیں اگر کہیں ضرورت محسوس ہو تو حاشیہ میں کسی بات کی مختصر وضاحت بھی کر دیتے ہیں۔

۴۔ متن عبارت میں کہیں بھی فقہی کتب سے بھاری بھرکم عبارات نقل نہیں کرتے نہ ہی حوالہ دیتے ہیں ہاں اگر ضرورت سمجھیں تو آیات یا احادیث کا متن یا ترجمہ نقل کر دیتے ہیں وگرنہ ترجمہ و مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں۔

۵۔ اختلافی مسائل کی صورت میں کہیں کہیں حاشیہ میں مختصر توضیح کر دیتے ہیں مثلاً وتر کے وجوب کی بابت لکھتے ہیں ''جو شخص وتر نہ پڑھے اس کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں (ابو داؤد، حاکم) اسی تاکید کے پیش نظر امام ابو حنیفہؒ اس کو واجب کہتے ہیں البتہ اہل حدیث، امام شافعی اور قاضی ابو یوسف کے نزدیک وتر کی نماز سنت ہے۔ (۲۷)

۶۔ بعض مقامات پر کتبِ فقہ کے حوالہ سے مختصر توضیح بھی کر دیتے ہیں یہ توضیح تجزیاتی نوعیت کی ہوتی ہے۔

۷۔ کتاب کی اہم خوبی اس کی جامعیت ہے مولانا اصلاحی جس بھی عنوان کو لیتے ہیں اس کے تمام پہلوؤں پر قابل قدر روشنی ڈالتے ہیں۔

۸۔ کتاب کے آخر میں مصنف نے مآخذ کی فہرست بھی دے دی ہے ساتھ یہ عبارت بھی لکھ دی گئی ہے احکام کی حکمت و فضیلت کے مباحث میں ان کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے (چودہ کتب کی فہرست) اور مسائل و احکام کسی اجتہادی کاوش اور محاکمے کے بغیر سادہ انداز میں ذیل کی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں اور صرف وہی متفق علیہ مسائل منتخب کیے گئے ہیں جن کی عام طور پر ضرورت پیش آتی ہے۔ ان مآخذ میں الہدایہ، قدوری، نور الایضاح، علم الفقہ، تعلیم الاسلام، بہشتی زیور، فتاویٰ دار العلوم دیو بند اور رسائل و مسائل وغیرہ شامل ہیں۔

ان خصوصیات کے پیش نظر مذکورہ کتاب کو عوام الناس میں غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اور اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۱.۸ اسلامی فقہ از مولانا مجیب اللہ ندوی:

مولانا مجیب اللہ ندوی دار المصنفین (اعظم گڑھ، انڈیا) کے رفیق رہے۔ مصنف کے قلم سے متعدد کتابیں نکلیں ہیں۔ مولانا نے اس دعویٰ کے ساتھ کتاب کو پیش فرمایا ہے کہ ہر

مسلمان گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے جس میں اسلامی شریعت کا کوئی گوشہ چھوٹا نہیں۔ تقریباً دو ہزار سے زائد مسائل کے شرعی جوابات۔'' (۲۸)

مذکورہ کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ عقائد و عبادات پر، جب کہ دوسرا حصہ معاملات و معاشرت پر مشتمل ہے۔ مصنف نے کتاب کی غرض و غایت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''اسلامی فقہ پر اردو زبان میں متعدد مختصر و مطول کتابیں موجود ہیں ان کتابوں کے ہوتے ہوئے بھی راقم نے اپنی کم سوادی اور علمی بے مائیگی کے باوجود ایک اور کتاب لکھنے کی جرأت کی ہے۔ اس کی ضرورت تھی یا نہیں اس کا فیصلہ اہل علم اور ناظرین کتاب پر چھوڑتا ہوں مگر اس پر رائے اسی وقت قائم کی جائے تو بہتر ہے جب کتاب کے تمام حصے مطالعہ کر لیے جائیں۔'' (۲۹)

کتاب کی نمایاں خصوصیات:

فاضل مصنف نے کتاب کے اسلوب اور نمایاں خصوصیات پر یوں روشنی ڈالی ہے۔:

۱۔ ہندوستان و پاکستان کے مسلمان زیادہ تر حنفی المسلک ہیں اس لیے یہ کتاب اصلاً اسی مسلک کے مطابق لکھی گئی ہے۔

۲۔ ہر بیان کے ابتداء میں ایک تمہید لکھ دی گئی ہے جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اس باب میں جو مسائل بیان ہوں گے وہ کتاب و سنت کے ان ہی اصولی احکام کی تشریح و تفصیل ہوں گے تا کہ پڑھنے والے کو مآخذ و ماخوذ اور اصل و فروع میں باہم تعلق محسوس ہو اور یہ فروعی و جزوی مسائل ایجادِ بندہ معلوم نہ ہوں۔

۳۔ کتاب کی زبان زیادہ سے زیادہ آسان بنانے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی اس کو آسانی سے سمجھ سکیں اور مثالیں عمومی وہی دی گئی ہیں جن سے روزمرہ سابقہ رہتا ہے۔

۴۔ زیادہ تر کثیر الوقوع مسائل کا ذکر کیا گیا ہے اور نادر الوقوع مسائل کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۵۔ جس بیان میں کثرت سے اصطلاحی الفاظ آئے ہیں ان کی فہرست اس بیان کے شروع میں دے دی گئی ہے اور جہاں جہاں ان کا ذکر آیا ہے ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے یا ان کے مرادف الفاظ لکھ دیے گئے ہیں تا کہ وہ اصطلاحیں بھی ذہن نشین ہو جائیں اور مختصر الفاظ

میں اصولی مسائل کا تذکرہ بھی ہو جائے خاص طور پر طلبہ کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

۶۔ کتاب میں جتنے مشکل عربی اور اصطلاحی الفاظ آئے ہیں ان پر اعراب یعنی زیر، زبر، پیش وغیرہ دے دیے گئے ہیں ۔ اور ان الفاظ کی معنوی و اصطلاحی تفسیر کے ساتھ لغوی تشریح بھی کر دی گئی ہے تا کہ الفاظ کے تلفظ میں دقت نہ ہو۔

۷۔ افادیت کے خیال سے بعض ابواب کی ترتیب بھی راقم نے فقہ کی عام کتابوں کے خلاف رکھی ہے۔

۸۔ کتاب میں بعض جدید مسائل مثلاً رویت ہلال میں ریڈیو اور تار کی خبر کی شہادت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں مصنف نے دیباچہ میں اپنے مآخذ و مصادر کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ان میں قرآن مجید کے علاوہ حدیث وفقہ کی معروف کتب جیسے صحاح ستہ، مشکوٰۃ ،مؤطا، قدوری، ہدایہ، بدائع الصنائع ،نور الایضاح، کتاب الام، اردو میں الحقوق والفرائض، بہشتی زیور اور علم الفقہ شامل ہیں۔

فاضل مصنف کا اُسلوب یہ ہے کہ پہلے ایک مرکزی عنوان قائم کرتے ہیں۔ اس کا عام فہم مفہوم بیان کرتے ہیں۔ پھر قرآن و سنت سے دلائل دیتے ہیں۔ ذیلی عنوانات کے ساتھ مسائل کی تفصیل دیتے ہیں۔ مثلاً تیمّم کا بیان، تیمّم کے معنی، تیمّم کے فرائض، تیمّم کا مسنون طریقہ، کن چیزوں سے تیمّم جائز ہ کن نجاستوں سے تیمّم ناجائز ہے۔ ضروری ہدایات، تیمّم کب کرنا چاہیے؟ کن باتوں سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے وغیرہ۔ (۳۰)

فاضل مصنف نے فقہ کی منتخب اور متداول کتب کی عبارت کے بعض متن حاشیہ میں نقل کیے ہیں۔ علاوہ ازیں جدید مسائل سے بھی اعتناء کیا ہے جیسے ریل، ہوائی جہاز اور پانی میں قبلہ کا تعین اختلاف مطالع کی بحث وغیرہ۔ دیگر مآخذ کے ساتھ ساتھ مصنف نے شیخ عبدالرحمٰن الجزری کی کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ سے بھی خوب استدلال کیا ہے۔

عبادات کے ضمن میں اگر ایک سے زیادہ اذکار وادعیہ ماثورہ ہیں تو ان سب کو درج کردیا ہے۔ عبارات جو بھی نقل کی ہیں جلد اور صفحہ کے استقصاء کے ساتھ کی ہیں۔

۱.۹ اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا از مولانا منہاج الدین مینائی :

زیر نظر کتاب کے مؤلف مولانا منہاج الدین مینائی ہندوستانی عالم ہیں۔ ابتداً کتاب

کی اشاعت بھی ہندوستان میں ہوئی کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے محمد فاروق خان لکھتے ہیں:

''عربی زبان میں فقہ کی متعدد کتابیں موجود ہیں ضرورت تھی کہ عام ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے آسان اردو زبان میں فقہ کی کوئی ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس سے عام مسلمان بآسانی استفادہ کرسکیں۔ مولانا منہاج الدین مینائی صاحب نے کوشش کی ہے کہ تمام ضروری اور عملی مسائل اس میں آ جائیں۔ چنانچہ کم و بیش دو ہزار مسائل پر کتاب مشتمل ہے کتاب کی ترتیب کے وقت مؤلف کے سامنے فقہ کی بیشتر مستند کتابیں رہی ہیں جس کتاب سے خاص طور پر انہوں نے استفادہ کیا ہے وہ علامہ الجزیری کی کتاب 'کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ' چونکہ یہاں کی اکثریت فقہ حنفی کی پیرو ہے اس لیے انہوں نے اپنی کتب میں متفق علیہ مسائل میں صرف حنفی فقہاء کے مسلک کو اختیار کیا ہے اور جہاں آئمہ کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں دوسری رائے بھی نقل کر دی ہے اس طرح اس کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔'' (۳۱)

فاضل مصنف نے دیباچہ میں کتاب کی غرض و غایت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے لکھتے ہیں:

''اردو زبان میں اسلامی فقہ پر کتابیں موجود ہیں اور اہل علم حضرات نے حسب توفیق اس علم کو پھیلانے کی کوششیں کی ہیں موجودہ صدی میں (چوہویں صدی عیسوی) میں مصر کے نامور فقیہہ عبدالرحمٰن الحریری کی الفقہ علی المذاہب الاربعہ کامیاب کوشش ہے ہم نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے لیکن چاروں آئمہ کے مسالک علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کی بجائے حنفی مسلک کو بنیاد بنایا ہے کیونکہ برصغیر کے مسلمان زیادہ تر حنفی مسلک پر ہیں۔ (۳۲)

کتاب کا عمومی اُسلوب:

فاضل مؤلف ایک عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس کے ذیل میں نکات وار مسائل بیان کرتے ہیں مثلاً آذان کا بیان، ذیلی عنوانات آذان کی تعریف، آذان کا حکم اور اس کی مشروعیت، آزان دینے کا طریقہ اور اس کے الفاظ آذان کی سنتیں اور مستحبات، آذان میں کیا باتیں مکروہ ہیں۔ (۳۳)

اگر کتاب میں قرآن حکیم کی آیت سے استدلال کیا ہے تو اس کا حوالہ دیا گیا ہے احادیث کی صورت میں کتاب حدیث یا راوی کا نام لکھ دینا ہی کافی سمجھا گیا ہے اختلافی مسائل میں اول تو بحث ہی نہیں کی گئی۔ اگر کی بھی گئی ہے تو فقہ حنفی کی تعبیرات کو اختیار کیا گیا ہے تاہم جدید اور پیچیدہ مسائل سے بھی احتراز کیا گیا ہے۔

اسلامی فقہ کے مصنف مولانا مجیب اللہ ندوی نے 'اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا' کو سرقہ قرار دیا ہے لکھتے ہیں:

"کتاب کے نام اور اس کے مضامین اور عنوانات کا جس دلیری کے ساتھ سرقہ کیا گیا ہے اس کو چھپانے کے لیے دیباچہ میں کہا گیا ہے کہ اس میں عبدالرحمٰن الجزری کی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ سے فائدہ اُٹھایا گیا ہے حالانکہ اس کتاب کے ایک صفحہ میں بھی فائدہ نہیں اُٹھایا گیا اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت نہ تو مؤلف میں ہے اور نہ ناشر کے اندر ہے۔ جو انصاف پسند دونوں کتابوں کا مطالعہ کرے گا اس پر فریب ظاہر ہو جائے گا۔ (۳۴)

مذکورہ اقتباس کے پیش نظر مولانا مجیب اللہ ندوی" کے دعویٰ میں کس قدر صداقت موجود ہے؟ البتہ کتاب میں بعض عنوانات اسلامی فقہ سے بعینہ ماخوذ ہیں ۔ اگر اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا اس کتاب سے استفادہ کا اعتراف کر لیتے اور کتب مذکورہ کا حوالہ دیتے تو چنداں غلط بات نہ تھی نہ ہی ان پر سرقہ کا غیر اخلاقی الزام عائد ہوتا تاہم ہندوستان و پاکستان میں یہ وبا عام ہے کہ کتابیں بغیر اجازت کے طبع ہو جاتی ہیں بعض اوقات نام بھی بدل دیا جاتا ہے۔ تاہم تسہیل، اختصار اور طباعت کے جدید تقاضوں کے پیش اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا عوام الناس کے لیے نہایت مفید ہے۔

۱.۱۰ تسہیل الضروری لمسائل القدوری از مفتی عاشق الٰہی بلند شہری:

(اردو ترجمہ: بنیادی فقہی احکام از مولانا عبدالغنی طارق)

مفتی عاشق الٰہی بلند شہری معروف ہندوستانی عالم اور فقیہہ ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ میں زندگی کے آخری برسوں میں جامعہ میں تدریس کی وہیں مدفون ہوئے۔ انہوں نے دینی موضوعات پر متعدد تصانیف قلم بند کیں۔ مذکورہ کتاب میں انہوں نے قدوری سے اہم اور

ضروری مسائل کا انتخاب کیا ہے۔ مؤلف کتاب کے مقاصد پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

''اما بعد یہ کتاب تسہیل الضروری مسائل قدوری کو حل کرنے کے لیے لکھی گئی ہے اس کے لکھنے میں مَیں نے سوال و جواب کا طریقہ اختیار کیا تاکہ طالب علم کو جلدی سمجھ آجائے اور آسانی سے حفظ ہو جائے اور یہی طریقہ ذہن نشین کرنے کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اور میں نے اس کے مسائل کو خوب صورت، دل فریب اور واضح انداز میں ترتیب دیا ہے۔ میں نے طالب علموں اور عوام کا نفع محسوس کیا اور آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے میں نے بعض عنوانات کا جو اصل کتاب میں نہ تھے اضافہ کر دیا پس میری یہ کتاب آسان عبارت اور واضح بیان کا مجموعہ ہے۔''(۳۵)

مترجم جناب مولانا عبدالغنی طارق نے پیش لفظ میں لکھا ''مولفؒ نے اگرچہ کتاب کو بہت آسان ترتیب سے مرتب فرمایا لیکن مزید وضاحت کے لیے بعض موقع پر فقہ کی دیگر کتب سے تفصیل حاشیہ میں نقل کر دی جو انتہائی مفید ہے۔لیکن بندہ نے ترجمہ کرکے دقت حاشیہ کی وہ عبارت جس پر عبارت کا سمجھنا موقوف تھا اس کا خلاصہ اصل عبارت میں مسئلہ کے بعد قوسین میں درج کر دیا ہے تاکہ عوام الناس حاشیہ کے افادہ سے بھی محروم نہ ہوا۔ (۳۶)

کتاب کا اُسلوب:

کتاب کا آغاز کتاب الطہارۃ سے کیا گیا۔ بعدازاں کتاب الصلوٰۃ ،کتاب الزکاۃ ،کتاب الصوم، کتاب الحج میں مسائل کو قدرے تفصیل کے ساتھ جبکہ کتاب البیوع سے کتاب الخنثٰی تک (۲۴ کے قریب)ابواب ہیں جن میں احکام تجارت اور بیوع کی صورتیں اور مسائل پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسائل کا اُسلوب یہ اختیار کیا گیا ہے ۔عنوان قائم کر کے اس کے ذیل میں سوال و جواب بنائے گئے ہیں۔ سوالوں کے جواب کہیں مختصر اور کہیں طویل ہیں۔ عبارت میں کتب فقہ کا بھی حوالہ مختصراً موجود ہے۔ اسی طرح کہیں کہیں آئمہ کے اختلاف کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ جدید مسائل سے تعرض نہیں کیا گیا۔ مجموعی طور پر عوام الناس کی سہولت اور ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔

۲۔عصر حاضر میں فقہی ادب کی تسہیل کا منہج:

ماضی کی طرح دور جدید میں بھی فقہی ادب کی تسہیل و تفہیم کا کام جاری ہے ۔مگر دور

جدید کے تقاضوں کے پیش نظر اس کے منہج میں نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اب بالعموم علماء و فقہاء عوام الناس کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات اور اشکالات کا جواب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس منہج کا بھی ایک بڑا ذخیرہ سامنے آیا ہے۔ چند کتب کے اسلوب کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

۱۔۲۔ رسائل ومسائل از مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی:

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی (م: ۱۹۷۹ء) نے اپنے رسالہ ترجمان القرآن میں برس ہا برس لوگوں کے سوالوں کے جوابات 'رسائل و مسائل' کے نام سے دیے جنہیں بعد ازاں افادہ عام کے لیے اسی نام سے یکجا کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔ حسب ضرورت بعض مقامات پر اضافے بھی کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں مختلف تمدنی، معاشی، سیاسی، فقہی، کاروباری اور عام مسائل شامل ہیں۔

رسائل و مسائل کی پہلی پانچ جلدیں مولانا مودودی کی تحریر کردہ ہین۔ جبکہ چھٹی اور ساتویں جلد جسٹس (ر) ملک غلام علی کے جوابات پر مشتمل ہیں۔ رسائل و مسائل کا یہ معروف سلسلہ اب بھی جاری و ساری ہے، مولانا عبدالمالک اور ڈاکٹر انیس احمد اس سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

مولانا خلیل احمد حامدی رسائل و مسائل کے اسلوب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں؛

> رسائل و مسائل کے نام سے (مولانا مودودی مرحوم) جو کتاب اردو میں پائی جاتی ہے وہ بظاہر سوالات کا جواب ہے مگر درحقیقت، وہ اس ہمہ گیر جنگ کا ایک اجمالی خاکہ پیش کرتی ہے جس میں مرحوم نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک مشغول رہے ہیں۔ اس اجمالی خاکہ سے قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرحوم ایک مفتی کے انداز میں سوالات کے جوابات دینے کی بجائے ایک معالج کے طرز پر مسائل سے ہم کلام ہوتے ہیں اور سائل جن الجھن اور جس شکایات سے دو چار ہے، اپنے ناخن گرہ کشا سے اسے دور کر دیتے ہیں۔ (۳۷)

بعض سوالات نہایت طویل ہیں بلکہ سوال میں نفس مسئلہ کی مکمل وضاحت کی گئی ہے، اسی طرح بعض سوالوں میں سوال در سوالات ہیں۔ مولانا مودودی نے پورے تسلسل اور

جزئیات کے ساتھ ان کے جوابات دیے ہیں، اسلوب سادہ اور عام فہم ہے ، کہیں کہیں کتب فقہ سے بھی استدلال کرتے نظر آتے ہیں، اور عقلی استدلال سے بھی جوابات کو مزین کرتے ہیں۔ رسائل و مسائل کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہے :

۱۔ تفسیر آیات و تاویل احادیث ۲۔ فقہی مسائل
۳۔ معاشی مسائل ۴۔ اختلافی مسائل
۵۔ عام مسائل

البتہ کہیں کہیں تحریکی سوالات اور سیاسی سوالات بھی اٹھائے گئے ہیں۔ نیز ہر جواب کے آخر میں ترجمان القرآن کی اشاعت کا بھی ذکر ہے ۔

۲.۲ تفہیم المسائل از مولانا گوہر رحمٰن :

مولانا گوہر رحمٰن (م:۲۰۰۳ء) جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن ۔مردان کے شیخ القرآن و الحدیث تھے۔ تدریسی و تصنیفی کام کے علاوہ جماعت اسلامی پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ مذکورہ کتاب اسی جامعہ کے شعبہ افتاء کی طرف سے طبع کی گئی ہے ، بالعموم ہر جلد میں سوالات اور توضیحات کی ترتیب کچھ یوں ہے :

۱۔ تفسیر و تاویل آیات اور تخریج وتشریح احادیث
۲۔ عام فقہی مسائل ۳۔ معاشی مسائل ۴۔ تحریکی مسائل

بالعموم مسائل کا نام اور پتہ بھی تحریر کیا گیا ہے اور مولانا نے بھی جوابات کے ساتھ اپنا نام اور تاریخ درج کی ہے ۔ دیباچہ طبع اول میں لکھتے ہیں:

> ہمارے پاس مختلف مسائل کے بارے میں استفسارات بھی آتے رہتے ہیں، جن کے جوابات میں خود دیتا ہوں، یہ مجموعہ انہی جوابات پر مشتمل ہے............ ترتیب میں جوابات و مقالات کی تاریخ کوملحوظ رکھا گیا ہے۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہر جواب اور ہر مقالے میں قرآن وسنت کی نصوص سے استدلال کیا جائے اور تائید وتشریح میں فقہائے اسلام اور مفسرین ومحدثین کے اقوال بھی پیش کیے جائیں۔

سوالات کی ترتیب کسی فقہی کتاب کے اسلوب پر نہیں بلکہ مسائل کے سوال اور ضرورت پر ہے ، چند سوالات ملاحظہ ہوں:

۱۔ تراویح ۸ رکعت پڑھنی چاہئیں یا ۲۰ رکعت

۲۔ کیا مخصوص فقہ کی پیروی لازم ہے۔

۳۔ نماز تہجد کے لیے اذان دینا۔

۴۔ جزیرۃ العرب میں امریکی افواج کی موجودگی

۵۔ ووٹ کی شرعی حیثیت

۶۔ حجاب اور اجتماعی سرگرمیاں

اسلوب یہ ہے کہ پہلے عنوان قائم کیا جاتا ہے، پھر سوال یا سوالات درج کیے جاتے ہیں، جوابات بالتفصیل اور تحقیقی نوعیت کے ہیں۔ احادیث سے استدلال کے علاوہ کتب فقہ سے عبارات اور حوالہ جات بھی درج کیے جاتے ہیں۔ بعض مقامات پر بھاری بھرکم اصطلاحات بھی نظر پڑتی ہیں اور عوام الناس کے اسلوب میں تفہیم کی بجائے مشکل پسندی در آتی ہے۔ آخری جلد (پنجم) مجموعہ مقالات ہے، سوالات پر مبنی نہیں ہے۔ (۳۸)

۲.۳ جدید فقہی مسائل از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی:

مذکورہ کتاب جدید فقہی مباحث از مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کا ایک لحاظ سے تسلسل ہے جو فقہ اکیڈمی انڈیا سے ۱۷ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ چنانچہ کتاب مذکورہ کا تعارف کراتے ہوئے مجاہد الاسلام قاسمی صدر مجلس تحقیقات اسلامی - حیدر آباد لکھتے ہیں:

> جدید صنعتی اور فکری انقلاب نے جو بہت سے مسائل پیدا کردیے ہیں، ان میں ایک جدید دور میں پیدا ہونے والے مسائل کا فقہی اور شرعی حل بھی ہے جو جدید ایجادات اور نئے معاملاتی نظام کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کا حل کرنا ایک مشکل اور دشوار کام ہے...... اس مشکل اور دشوار کام کا حل کرنا، علماء کے ذمہ ہے اور وہی اس کا صحیح حل تلاش کرنے کے اہل ہیں، چنانچہ ہر زمانہ کے اہل علم و ارباب افتاء نے اپنے اپنے دور کے مسائل حل کیے ہیں...... زیر نظر کتاب بھی اسی

سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔ مؤلف کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے پہلی بار ایسے تمام جدید مسائل کو جن کا تعلق عبادات، معاشرت، معاملات اور اجتماعی مسائل سے ہے، یکجا کر دیا ہے اور نہایت اختصار و ایجاز کے ساتھ سہل، عام فہم زبان اور دل نشیں اسلوب میں مسائل پر گفتگو کی ہے ۔ (۳۹)

فاضل مصنف رقم طراز ہیں:

"........... ان حالات میں ضرورت محسوس کی گئی کہ ایسی کتاب مرتب ہو جس میں جدید مسائل کا ممکن حد تک احاطہ ہو جائے ۔ زبان سہل اور عام فہم ہو۔ احکام مدلل لکھے جائیں اور حتی الوسع اختصار سے کام لیا جائے۔ یہ کتاب اس ضرورت کی تکمیل کی جانب ایک قدم ہے ۔ (۴۰)

فاضل مصنف نے کتاب میں روایتی موضوعات سے ہٹ کر جدید اور سائنسی موضوعات پر دینی و شرعی رہنمائی کی ہے ۔ کتاب کو ان موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ عبادات، معاشرت، معاشیات، متفرات، تاہم ان کے تحت ذیل موضوعات بھی ہیں۔ فاضل مصنف نے جدید مسائل پر انطباق کیا ہے ۔ تاہم تہذیبی و تمدنی معمولات کو بھی پیش نظر رکھا ہے ۔ دور جدید کے ابھرتے ہوئے مسائل میں ہر روز اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔ اب تک پیش آنے والے مسائل پر عوام الناس کی عمدہ رہنمائی ہے۔

بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ عصر حاضر کے فقہاء کے لیے بھی بنیادی ماخذ کا کام دیتی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کتاب کے آخر میں مصادر و مراجع کی جامع فہرست بھی دی گئی ہے ۔

۲.۴ آپ کے مسائل اور ان کا حل از مولانا محمد یوسف لدھیانوی:

مذکورہ کتاب مفتی محمد یوسف لدھیانوی کے اخبار سلسلہ وار کالم " آپ کے مسائل اور ان کا حل" کا مجموعہ ہے۔ اس سلسلہ کا آغاز ۱۹۷۸ء سے روزنامہ جنگ کے ایڈیشن " اقراء"

سے ہوا ہے ۔عوام الناس اپنی علمی تشنگی اور روزمرہ امور میں پیش آنے والے امور سے متعلق مولانا سے استفادہ کرتے ہیں۔ مولانا کی نظر ثانی کے بعد ۱۹۸۶ء میں پہلی جلد منظر عام پر آئی۔ اب تک آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

کتاب کی ترتیب یوں ہے کہ سب سے پہلے مرکزی عنوان قائم کیا جاتا ہے ۔ پھر ذیلی عنوانات کے تحت سوالات درج کیے جاتے ہیں۔ سوالات کس کی طرف سے کب کیے گئے ان کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

بعض سوالات بہت طویل ہیں، جوابات مختصراً ہیں۔ تاہم صورت مسئلہ واضح واجاتی ہے ۔ مولانا کا اسلوب یہ ہے کہ قرآنی آیات کا مفہوم اپنے الفاظ میں نقل کردیتے ہیں، البتہ کہیں کہیں قرآنی آیات کو درج بھی کردیتے ہیں۔ احادیث سے استدلال کا بھی یہی اسلوب ہے ۔ صفحہ آدھ صفحہ کے سوالات کو ایک آدھ سطر میں بھی نپٹا دیتے ہیں ، تاہم بعض مسائل پر تفصیلی بحثیں بھی موجود ہیں مثلاً مزارعت کا جواز و عدم جواز (۴۱) اس طرح کی بحث مدلل ہوتی ہے ۔ سوالات کی نوعیت اجتماعی بھی ہوتی ہے اور انفرادی و نجی بھی تاہم مولانا کہیں فتویٰ کے انداز میں اور کہیں استحباب کے انداز میں جواب دیتے ہیں اور لوگوں کی شریعت کی روشنی میں رہنمائی کرتے ہیں۔

۲.۵ تفہیم المسائل از پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن:

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے رکن بھی ہیں اور رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئر مین بھی ہیں۔ ۲۰۰۰ء سے روزنامہ ایکسپریس جمعہ ایڈیشن (دین و دانش) میں قارئین کے ارسال کردہ سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ مذکورہ کتاب انہی سوالات و جوابات کا مرتب مجموعہ ہے ۔

مفتی منیب الرحمٰن نے سوالات کے جوابات میں نہ تو اختصار سے کام لیا ہے اور نہ ہی

دلائل کا انبار لگایا ہے بلکہ حتی الوسع توسط و اعتدال سے کام لیا ہے۔حسب ضرورت مختصر دلائل اور جوابات بھی درج کیے تا کہ اہل علم کی تسکین ہو۔

اسلوب یہ ہے کہ عنوان اور سوال درج کیا ہے، نیز سائل کا نام مع مقام و مرتبہ کے بھی لکھا ہے،سوالات کا دائرہ ضرورت ہے۔گویا کتاب کی ترتیب مولانا کی نہیں سائلین کی ہے۔

جوابات کے استدلال میں فتاویٰ جات بالخصوص فتاویٰ امام احمد رضا خان بریلوی کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔بعض معاصر علماء کی تائید بھی کرتے ہیں اور کہیں کہیں نقد بھی ہوتا ہے۔ سوالات کا تعلق روز مرہ ضروریات اور مسائل سے ہے۔سوالات روایتی بھی ہیں ارد جدید بھی ۔مثلا ایک سوال کیا میت کی آنکھیں نکالی جاسکتی ہیں (۴۲) اسی طرح سائنسی توجیہات بھی پیش نظر رکھی ہیں۔ انگریزی اصطلاحات کا استعمال بھی جا بجا ہے اور مسلکی رجحان بھی جھلکتا ہے۔

۲.۶۔زندگی کے عام فقہی مسائل از رضی الاسلام ندوی:

رسائل ومسائل پاکستان کے ترجمان القرآن کی طرح ہندوستان کے معروف علمی ودینی ماہ نامہ زندگی نو کا ایک مستقل سلسلہ ہے۔جس میں دور حاضر میں درپیش مسائل پر سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں۔۱۹۶۰ء تا ۱۹۸۶ء اس مجلّے کے مدیر سید احمد عروج قادری جوابات دیتے رہے۔ پھر ادارہ تحقیق وتصنیف علی گڑھ کے ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی جواسب دینے لگے ہیں۔ زیرنظر کتاب ندوی صاحب کے جوابات کا مجموعہ ہے۔جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں تمام فقہوں (احناف ،شوافع ،حنابلہ اور مالکیہ) کومدنظر رکھ کر دیے گئے ہیں۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں نت نئے مسائل سامنے آرہے ہیں۔ دوران نماز موبائل فون کی گھنٹی ، کرنسی نوٹ میں نصاب زکوۃ، حجاب اور برقعہ، ملازمت پیشہ خواتین کا پردہ، دینی اجتماعات کی فوٹوگرافی اور خواتین کے اجتماعات میں پروجیکٹر کا استعمال وغیرہ۔

ندوی صاحب نے اس نوعیت کے جملہ مسائل کا جوابات متوازن اور مناسب انداز

میں دیے ہیں۔ مثلا اگر دوران نماز موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگے تو کیا کرنا چاہیے ؟

جواب میں مسجد کی اہمیت ،عبادت کی روح اور خشوع اور خضوع کی اہمیت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: موبائل دوران نماز ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر یا باہر نکال کر فوراً بند کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ۔اگر اسی طرح بند نہ ہوتو نماز توڑ کر موبائل فون بند کردیں اور دوبارہ نماز میں شامل ہوجائیں۔(۴۳)

عصری مسائل کے علاوہ بھی کتاب میں بہت سے شرعی مسائل کا جواب نہایت متوازن اور مدلل انداز میں دیا گیا ہے۔مثلا نماز فجر کی سنتیں، عورتوں کی نماز، نماز وتر کی رکعتیں اور خواتین اور زیارت قبور وغیرہ۔

۳۔تسہیل کتب میں پیش نظر امور:

مذکورہ بالا کتب کے تفصیلی مطالعہ سے مندرجہ ذیل امور بطور مشترک پہلو کے سامنے آتے ہیں:

۱۔ برصغیر میں کتب فقہ کی تسہیل و تفہیم کم وبیش تمام مکاتب فکر میں نظر آتی ہے چونکہ اہل سنت والجماعت کی تعداد زیادہ ہے لہذا کتب بھی اسی نقطہ نظر کی زیادہ ہیں۔

۲۔ نہ صرف زبان سادہ اور عام فہم ہے بلکہ نام بھی ایسا اختیار کیا گیا ہے جس سے عوامی اسلوب کا اظہار ہو جیسے آسان فقہ ،تفہیم المسائل اور تعلیم الاسلام وغیرہ۔

۳۔ مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ یہ عوام الناس کے لئے کتاب مرتب کی جارہی ہے ۔علاوہ ازیں دیگر طبقوں مثلا مبتدی، بچوں اور عورتوں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

۴۔ کتب میں مشکل اصطلاحات اور اختلافی مسائل سے عمدا گریز کیا گیا ہے ۔اگر کہیں اصطلاحات کا استعمال ناگزیر سمجھا گیا ہے تو آغاز میں ہی اصطلاحات کی الگ سے وضاحت کردی گئی ہے۔

۵۔ بالعموم کتب میں فقہ حنفی کی تعبیر کو مدنظر رکھا گیا ہے اور ماخذ بھی وہی پیش نظر رکھے گئے مثلاً الدرالمختار، البحرالرائق ،شامی ،فتح القدیر،الھدایہ،فتاوی عالمگیری اور کنزالعمال وغیرہ۔علاوہ ازیں بعد میں مرتب کرنے والوں نے پہلی کتب کو بھی اپنے ماخذ میں شامل کر لیا ہے جیسے بہشتی زیور، بہارشریعت اورعلم الفقہ وغیرہ۔

۶۔ بالعموم مذکورہ کتب کے مؤلفین نے حوالہ جات کا اہتمام نہیں کیا کیونکہ اس سے عبارت ثقیل ہو جاتی ہے۔لہذا بغیر حوالہ ہی مسائل اخذ کر کے اپنے الفاظ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔اگر کہیں حوالہ جات ناگزیر بھی ہوئے تو حواشی میں انہیں لایا گیا ہے۔

۷۔ فقہی ادب کی تسہیل میں عبارت کو سہل اور عام فہم بنانے کے لیے کئی پیرائے اختیار کیے گئے ہیں مثلاً سوال و جواب کا انداز اختیار کرنا ، چھوٹے چھوٹے جملے بنانا ، مضامین کے عنوان دلچسپ اور مسائل میں اختصار برتنا وغیرہ ۔

۸ ۔ ہر مصنف نے اپنے دور کے ممکنہ جدید مسائل سے اعتناء کیا ہے ۔ چونکہ روزمرہ مسائل آئے روز پیچیدہ اور مشکل ہوتے جاتے ہیں لہٰذا ان کتب میں بھی ایک ارتقاء نظر آتا ہے مثلاً ابتدائی دور میں ریل کے سفر کے احکام نظر آتے ہیں بعدازاں ہوائی جہاز کے سفر کے احکام بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں یہ ارتقاء معاشرت کے کم وبیش ہر پہلو میں نظر آتا ہے۔

۹۔ بالعموم ہر مکتب فکر اپنی اپنی فقہ و مسلک کے مطابق ہی مسائل کی وضاحت کرتا ہے دوسرے کی فقہ اور مسلک میں بہت کم دخل دیا گیا ہے تاہم اکا دکا مقامات پر بعض فروعی مسائل میں دوسروں سے بھی تعرض کیا گیا ہے البتہ فقہی مکاتب کی تقسیم گہری ہونے کی وجہ سے اپنے مسلک کی شخصیات اور کتب کو بطور خاص مدنظر رکھا گیا ہے۔تاہم مسائل اس امتیاز سے بالاتر ہے۔

تجاویز و سفارشات :

برصغیر میں مذکورہ بالا فقہی ادب کے تجزیے کے بعد درج ذیل سفارشات پیش کی جاسکتی ہیں :

۱۔ بیشتر کتب صدی پون صدی قبل لکھی گئی تھیں ان کی زبان و اسلوب قدیم ہے انہیں جدید اسلوب میں بلکہ مزید سہل انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

۲۔ دور جدید ذرائع ابلاغ کا دور ہے ان کتب کو مختلف سائٹس پر ڈالا جاسکتا ہے تاکہ وہ افراد جو مطالعہ کا وقت نہیں پاتے وہ یہاں پر کتب دیکھ سکیں۔

۳۔ بعض کتب نہایت ضخیم ہیں ان کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں الگ کر کے شائع کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ یہ دور فروعی اور مسلکی تنگ نظریوں سے نکلنے کا ہے۔ فقہی ادب میں بھی ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جو مسالک کی بجائے دین اسلام کی نمائندگی کرے۔

۵۔ قدیم کتب زیادہ تر ہاتھ سے لکھی گئی ہیں۔ نیز حوالہ جات میں بھی اختصار ہے ان کتب کو مشینی کتابت پر شائع کیا جائے اور حوالہ جات کو بھی مکمل کیا جائے۔

امید ہے کہ مذکورہ تجاویز کے پیش نظر فقہی ادب کو زیادہ مفید اور عام فہم بنایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

۱۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقدالجید فی الاحکام اجتہاد والتقلید، ص:۳۶

۲۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، بہشتی زیور مکمل ومدلل، مکتبہ برہان اردو بازار، جامع مسجد دہلی، ۱۳۲۰ھ۔
ص:۵ (مذکورہ کتاب دوجلدوں پر مشتمل ہو جس میں کل گیارہ حصے ہیں، ہر حصہ ایک سو سے سوا سو صفحات پر مشتمل ہے۔)

۳۔ ایضا، ص:۲

۴۔ ایضا، ص:۴

۵۔ ایضا

۶۔ ایضا

۷۔ رضوی، امجد علی، محمد، بہار شریعت، شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران و ناشران کتب، کشمیری بازار لاہور،
۱۳۴۸ھ، جلد ۱، ص:۳

۸۔ ایضا، جلد ۸، ص:۱۷

۹۔ ایضا، جلد ۲، ص:۹۷

۱۰۔ ایضا، جلد ۱، ص:۵۱

۱۱۔ ایضا، جلد ۱، ص:۶۴

۱۲۔ نذیر احمد، ڈپٹی، الحقوق والفرائض، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، جولائی، ۱۹۷۹ء، تمہید، ص:۱۱
(مذکورہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے، تینوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ کل صفحات ۴۲۳ ہیں)

۱۳۔ ایضا، ص:۱۳۶۔۱۴۲

۱۴۔ دہلوی، کفایت اللہ، مفتی، تعلیم الاسلام، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، ص:۲۱ (کل چار حصے ہیں، حصہ اول ۳۱ صفحات، حصہ دوم ۲۴ صفحات، حصہ سوم ۱۰۸، اور حصہ چہارم ۱۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۵۔ لکھنوی، عبدالشکور، مولانا، علم الفقہ چھے حصے کامل اردو، دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبرا، ۱۹۶۰ء، ص: سرورق، (کتاب کے کل صفحات ۲۷۲ ہیں)

۱۶۔ ایضا، ص:۲۳، ۲۴

۱۷۔ ایضا، تقریظ از مفتی محمد شفیع

۱۸۔ الحداد، محمد عاصم، فقہ السنہ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار لاہور، ۱۹۹۸ء، مقدمہ ص:۲۹ (مذکورہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ صفحات بالترتیب ۴۷۹ اور ۴۵۳ ہیں۔)

۱۹۔ ایضا، ص:۲۹، ۳۰

۲۰۔ ایضا، ص:۳۱

۲۱۔ ایضا، ص:

۲۲۔ ایضا، ص:۳۴

۲۳۔ اصلاحی، محمد یوسف، آسان فقہ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۷۱ء (مذکورہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول ۴۹۰، حصہ دوم ۴۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔)

۲۴۔ ایضا، حصہ اول، ص:۴

۲۵۔ ایضا، ص:۷

۲۶۔ ایضا، ص:۶۱

۲۷۔ ایضا، ص:۲۹۹

۲۸۔ ندوی، مجیب اللہ، مولانا، اسلامی فقہ، پروگریسو بکس، ۴۰ بی اردو بازار لاہور، ۱۹۵۷ء، سرورق (مذکورہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول ۵۳۰ اور حصہ دوم صفحات پر مشتمل ہے۔)

۲۹۔ ایضا، دیباچہ، ص:۱۱، ۱۲

۳۰۔ ایضا، ص:۶

۳۱۔ مینائی، منہاج الدین، مولانا، اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا، نگارشات پبلشرز، ۲۸ مین اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۳۱

۳۲۔ ایضا ،ص:۳۵

۳۳۔ ایضا ،ص:۱۱۶، ۱۱۷

۳۴۔ ندوی ، مجیب اللہ ، مولانا ، اسلامی فقہ ،ص ۲۵

۳۵۔ بلند شہری ، عاشق الٰہی ،مفتی ،تسہیل الضروری لمسائل القدوری ، (اردو ترجمہ بنیادی فقہی احکام از مولانا عبدالغنی طارق) ادارۃ القرآن والسنۃ ،کراچی ،ص:۱۰

۳۶۔ ایضا ،ص:۱۱، ۱۲

۳۷۔ مودودی ، ابوالاعلیٰ ، سید ، رسائل و مسائل ، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ، پاکستان اچھرہ لاہور ، ۱۹۵۱ء ، ص:۴

۳۸۔ گوہر رحمٰن ،مولانا ، تفہیم المسائل ، مکتبہ تفہیم القرآن ، مردان ، ۱۹۹۹ء ،

۳۹۔ ایضا ، دیباچہ طبع اول ،

۴۰۔ رحمانی ، خالد سیف اللہ ، جدید فقہی مسائل ، قاضی پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز دہلی ،۱۹۸۳ء ، تقدیم ص:۸

۴۱۔ ایضا ،سخن ہائے اولین ،ص:۱۸

۴۲۔ لدھیانوی ،محمد یوسف ، آپ کے مسائل اور ان کا حل ، مکتبہ لدھیانوی ، بنوری ٹاؤن ، کراچی ، ۱۹۸۶ء

۴۳۔ ایضا ،ص:۱۱۲

۴۴۔ منیب الرحمٰن ،مفتی ،تفہیم المسائل ، ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۷ء (مذکورہ کتاب کے اب تک ۳ حصے شائع ہو چکے ہیں ۔)

۴۵۔ ایضا ،ص:۱۵۷

۴۶۔ ندوی ، رضی الاسلام ، رسائل و مسائل ،اسلامک ریسرچ اکیڈمی ،فیڈرل بی ایریا،کراچی،

۴۷۔ ایضا ، ص:۱۸، ۱۹